مسلکِ مہریہؒ

در

نکاحِ سیّدہ فاطمیہؑ

تالیف: پیر سیّد غلام معین الحق گیلانی

درگاہِ عالیہ گولڑہ شریف

نام کتاب:	مسلکِ مہریہؒ در نکاحِ سیّدہ فاطمیہؑ
مؤلف:	پیر سیّد غلام معین الحق گیلانی
ناشر:	ایوانِ مہر علی شاہؒ (ٹرسٹ)
بار:	اوّل
تعداد:	2000
تاریخ اشاعت:	رجب المرجب ۱۴۳۷ھ اپریل 2016
ملنے کا پتہ:	مکتبہ مہر منیر، درگاہِ عالیہ گولڑہ شریف

سلام بحضور سیّدۂ کائنات سلام اللہ علیہا

السّلام اے سیّدہؑ بنتِ رسولؐ
السّلام اے فاطمہ زہرا بتولؑ
السّلام اے دُخترِ خیرالوریٰؐ
السّلام اے بانوئے مشکل کشاؑ
السّلام اے مصطفیٰؐ را نورِ عین
السّلام اے مادرِ حسنؑ و حسینؑ
السّلام اے معدنِ صبر و رضا
السّلام اے مخزنِ لطف و عطا
السّلام اے زینتِ خلدِ بریں
السّلام اے رہبرِ راہِ یقیں
السّلام اے غمگسارِ عاصیاں
السّلام اے دستگیرِ عاجزاں
در ردائے لطفِ خود پنہاں بکن
مادرِ مشفق بمن احساں بکن
السّلام اے حضرتِ خیر النساءؑ
از معین الحق معینِ بے نوا

اِنتساب

سیّدۂ کائنات، پناہ گاہِ امت، عفّت وعصمت مآب، جگر پارۂ رسول ﷺ

حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا بتول

سلام اللہ علیہا

کی بارگاہ میں بصد عجز ونیاز یہ عرض کرتے ہوئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

در ردائے لطفِ خود پنہاں بکن
مادرِ مشفق بمن احساں بکن

نکاحِ سیّدہ کے متعلق حضرت اعلیٰ سیّدنا پیر مہر علی شاہؒ کی قلمی تحریر کا عکس

نکاحِ سیّدہ کے متعلق حضرت اعلیٰ سیّدنا پیر مہر علی شاہؒ کی قلمی تحریر کا عکس

نکاحِ سیّدہ کے متعلق حضرت اعلیٰ سیّدنا پیر مہر علی شاہؒ کی قلمی تحریر کا عکس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پس منظر

نحمدہ و نصلی و نسلّم علیٰ رسولہ الکریم امابعد!

قارئین کرام پر واضح ہو کہ ہمارے جدِّ امجد امام المسلمین، رئیس المجدّدین، مامور من الرسولؐ، اعلیٰ حضرت سیّدنا پیر مہر علی شاہ گیلانی قدس سرہٗ العزیز نکاحِ سیّدہ با غیر سیّد کے حوالے سے عدمِ جواز کے قائل تھے کہ یہی علمائے محققین اور ساداتِ کرام اولیائے عظام کا مسلک رہا ہے۔ اس بارے میں آپ کا مفصل فتویٰ بھی موجود ہے اور ملفوظ بھی۔ آپ کی حیاتِ ظاہرہ میں یہ بات اظہر من الشّمس تھی اور تمام ساداتِ کرام آپؒ ہی کے فتویٰ کو بطورِ حجت پیش کرتے۔ اور آپؒ کے خلف الصدق، آپؒ کی ظاہری و باطنی میراث کے اکلوتے وارث حضرت پیر سیّد غلام محی الدین گیلانی (بابو جیؒ) نے اسی مسلک کا پرچار کیا اور حضرتؒ کے بلاواسطہ مستفیدین علمائے کرام (شیخ الجامعہ علامہ غلام محمد گھوٹویؒ، مولانا محب النبیؒ، قاری غلام محمد پشاوریؒ وغیرہم) ساری زندگی درگاہِ عالیہ سے عدمِ جواز نکاحِ سیّدہ با غیر سیّد کا فتویٰ صادر فرماتے رہے۔

حضرت بابو جیؒ کے وصال کے بعد ہر دو حضرات لالہ جی صاحبان کی زیرِ سرپرستی علماء و مفتیانِ گولڑہ شریف حضرت قبلۂ عالمؒ کے مسلک و تعلیمات کی روشنی میں عدمِ جواز کا

فتویٰ دیتے رہے۔ دریں اثنا شومیٔ قسمت کہ ہمارے ہی خاندان کے ایک فرد نے حضرت قبلۂ عالمؒ کے فتویٰ کے برعکس اپنی کتاب میں سیّدہ کا نکاح غیر سیّد سے جائز قرار دیا اور طرّہ یہ کہ حضرت قبلۂ عالمؒ کے فتویٰ کی من مانی تاویل کرکے قولِ جواز کو حضرتؒ کی طرف منسوب کر ڈالا جس کی وجہ سے ہر سو تشویش پھیل گئی۔

دل کے پھپھولے جل اُٹھے سینے کے داغ سے
اِس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے ''چراغ'' سے

ہر دو حضرات کی طرف سے سمجھانے کی کوشش کی گئی اور کہا گیا کہ اگر قول بالجواز کرنا ہی ہے تو اپنے نام سے کرو، کیونکہ اس امر کا حضرتؒ کی طرف انتساب آپؒ کے مسلک و تعلیمات میں تحریف کے مترادف ہے، جو کسی صورت قبول نہیں۔

چنانچہ ہر دو حضرات لالہ جی صاحبان نے درگاہِ غوثیہ مہریہ کے مفتیان سے اس ضمن میں رسائل لکھوا کر شائع کرائے۔ مجالس عرس میں علماء سے خطابات کرائے اور بانگ دہل یہ اعلان کروایا کہ حضرت سیّدنا پیر مہر علی شاہؒ کے فتویٰ کے مطابق سیّدہ کا نکاح غیر سیّد سے جائز نہیں ہے۔ جو بھی اس حوالے سے اختلاف کرے گا، یہ اس کی ذاتی سوچ ہوگی۔

عمِ محترم حضرت پیر سیّد غلام معین الدین گیلانیؒ نے فتویٰ کے اصل مسودہ کے گم یا غائب ہو جانے کے خدشہ کے پیش نظر اصل فتویٰ، کتب خانہ سے منگوا کر اپنی ذاتی تحویل میں رکھ لیا اور بعد میں بیماری کے دوران یہ فتویٰ میرے والد گرامی حضرت پیر سیّد شاہ عبد الحق گیلانی مدظلہ العالی کے سپرد کیا، اس لیے کہ آپ ہی حضرت قبلۂ عالمؒ کے نظریاتی محافظ ہیں۔ افسوس کہ لالہ جیؒ کے وصال کے بعد اس نظریاتی اختلاف کو کچھ

اور رنگ دے دیا گیا۔

بات ایک مسئلے سے پورے مسلک تک جا پہنچی اور استمدادِ اولیائ، نذر و نیاز، بیعت وغیرہ جیسے مسائل کے بیان میں تحریراً و تقریراً مسلک مہریہ کی مخالفت کی گئی۔ چنانچہ سارا مسلکِ اہلِ سنت اَنا کی بھینٹ چڑھ گیا۔ درگاہ کے ماحول کے تقدس کو پامال کرتے ہوئے بازیچۂ اطفال بنادیا گیا۔ جو ہوا اور جو ہو رہا ہے، سب کے سامنے ہے۔

بحمدہٖ تعالیٰ والد گرامی کی اجازت سے حضرت قبلۂ عالمؒ کی کتب تخریج اور جدید انداز میں کمپوزنگ کے ساتھ شائع کرائیں۔ فتاویٰ مہریہ کی اشاعت کے وقت فتویٰ کی حفاظت کے پیش نظر حضرتؒ کے اپنے قلم سے تحریر کردہ فتویٰ کا عکس شائع کرادیا۔ اور اب فتاویٰ کا قلمی مسودہ دوسرے مسودات کے ساتھ کتب خانہ میں موجود ہے۔

درگاہ کے مخلصین کا پیہم اصرار تھا کہ میں خود اس امر کی وضاحت کروں۔ لہٰذا اس رسالہ میں حضرت قبلۂ عالمؒ کی اپنی تحریر اور درگاہ کے تاریخی پس منظر کو بیان کر دیا گیا ہے۔ ماننے والے کے لیے ایک لفظ بھی کافی اور نہ ماننے والے کے لیے دفتر بھی ناکافی۔

صاحبِ الفاظ کو دفتر سے بھی سیری نہیں
صاحبِ معنی کو بس اک لفظ کافی ہو گیا

یہ درست ہے کہ یہ مسئلہ علماء کے درمیان اختلافی ہے۔ بعض علماء نکاحِ سیّدہ با غیر سیّد کے جواز کے قائل ہیں، ہمیں ان کے ساتھ کوئی پرخاش نہیں۔ ہمارا مدعا

صرف یہ ہے کہ چونکہ ہمارے امام ومقتدیٰ، ھادی وپیشوا قبلۂ عالم حضرت سیّدنا پیرمہر علی شاہؒ ہیں اور وہ اس نکاح کے عدمِ جواز کے قائل ہیں، اس لیے درگاہِ عالیہ گولڑہ شریف کا مسلک ونظریہ وہی رہے جو سرکارِ گولڑہؒ کا ہے۔ آپ کی تحقیق کے بعد کسی اور کی تحقیق کی ہمیں ضرورت نہیں۔ حضرت قبلۂ عالمؒ کا یہ مسلک ہم تک حضرت بابوجیؒ کے واسطے سے پہنچا۔ انہوں نے ہی درگاہ کے علماء سے فتاویٰ جاری کرائے اور اپنے والدگرامی کے مسلک کے عین مطابق سیّدہ کے نکاح کو غیرسیّد سے ناجائز سمجھا۔ بعد میں آنے والا کوئی بھی شخص حضرتؒ کے مسلک میں اپنی من مانی تاویل کر کے آپؒ سے منسوب کرنے کا اختیار نہیں رکھتا۔ الغرض حضرت قبلۂ عالمؒ اس نکاح کو ناجائز سمجھتے تھے۔ آپؒ کے زمانے سے لے کر آج تک آپؒ کے سجادہ نشینان اور درگاہِ گولڑہ شریف کے علماء ومفتیان کا یہی مسلک ہے۔ حضرت قبلۂ عالمؒ، حضرت بابوجیؒ اور ہر دو حضرات لالہ جی صاحبان کا اسی نظریہ کے پرچار کا سوسالہ تواتر ہی حضرت قبلۂ عالمؒ کے مسلک کی بیّن دلیل ہے۔

ہر قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے
من قبلہ راست کردم بر سمتِ کج کلاہے

سیّد غلام معین الحق گیلانی اعانہ اللہ
درگاہ عالیہ گولڑہ شریف

{بابِ اوّل}

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ خَلَقَ النَّاسَ مِنۡ ذَکَرٍ وَّ اُنۡثٰی وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوۡلَانَا مُحَمَّدِنِ الۡمُصۡطَفٰی اَلۡقَائِلِ بِاَمۡرِ اللّٰہِ ''لَا اَسۡئَلُکُمۡ عَلَیۡہِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّۃَ فِی الۡقُرۡبٰی'' وَ عَلٰی آلِہٖ الَّذِیۡنَ ھُمۡ کَسَفِیۡنَۃِ نُوۡحٍ مَنۡ رَکِبَ فِیۡھَا نَجَا وَ عَلٰی اَصۡحَابِہٖ الَّذِیۡنَ مَنِ اقۡتَدَابِھِمۡ اِھۡتَدٰی وَ عَلٰی اَوۡلِیَاۗءِ اُمَّتِہِ الۡکَامِلِیۡنَ الَّذِیۡنَ ھُمۡ عُرۡوَۃُ الۡوُثۡقٰی۔ اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَھُمۡ عَذَابًا مُّھِیۡنًا۔ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمُ۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت قبلۂ عالم سیّدنا پیر مہر علی شاہؒ کو ایک مرکزِ ہدایت کی حیثیت عطا فرمائی اور آپؒ کے وجود مسعود کی برکت سے کثیر تعداد میں مخلوقِ خدا بحرِ ضلالت و گمراہی میں غرق ہونے سے محفوظ رہی۔ آپؒ کی ذات پاک حقیقی معنوں میں اسم بامسمّٰی تھی۔ حضرت مولا علی المرتضیٰؓ سے آپ کا عشق مرتبۂ معراج پر تھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

تا یافتہ اَم خبرے از بابِ علومِ دل
دلدادہ بمہرِ آں شہ حیدرِ کرّارم

اور ایک دوسرے مقام پر یوں ارشاد فرماتے ہیں:

مہر ہے ساری علیؓ دی شک نہ رہیا اک ذرا
تاہیں اوہ پیاں دسدیاں سانوں ماہی والیاں
ٹالیاں

بابِ مدینۃ العلم کے بلا واسطہ فیضان سے آپ شریعت اور طریقت کی جامع شخصیت کے طور پر مقبول ہوئے۔ ایک طرف آپؒ نے راہِ سلوک پر چلنے والے تشنگانِ شرابِ معرفت کو چشمۂ فیض سے سیراب فرمایا تو دوسری طرف مسند تدریس و افتاء کو زینت عطا فرما کر علماء کی تشفّی کا سامان پیدا فرمایا۔ آپؒ اپنے جدِّ اعلیٰ حضرت محبوبِ سبحانی، غوثِ اعظم سیّدنا الشیخ عبد القادر الجیلانیؓ کے جمال و کمال کا مظہر اتم تھے، بلکہ اُنہی کی نظر فیض اثر سے ہی عنایاتِ الٰہیہ سے مقام رفیع پر فائز ہوئے۔ آپ کا یہ شعر اسی حقیقت کا غمّاز ہے۔

ہے جو تنزیہہ عین تشبیہہ جمع حق مشہود ہے
کرم کیتا غوثِ اعظمؓ اپنے سر دیاں والیاں

مرزا غلام احمد قادیانی نے جب نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو آپ نے مامور من الرّسول ہو کر اس فتنہ کا قلع قمع فرمایا۔ علوِّ مرتبت کا ظہور اس وقت ہوا جب آپ نے متنبّیٔ قادیان کی طرف سے تفسیر نویسی کی دعوت قبول کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ''جناب نبی کریم ﷺ کی امت میں اس وقت بھی ایسے خادمِ دین موجود ہیں کہ اگر قلم پر توجہ ڈالیں تو وہ خود بخود کاغذ پر تفسیر قرآن لکھ جائے''۔ اور جب اس نے نابینا اور اپاہج کے حق میں قبولیتِ دعا کو معیارِ صداقت بنانے کی بات کی تو آپ نے ارشاد فرمایا ''مرزا صاحب! آپ تو اندھے اور اپاہج کی بات کرتے ہیں اگر مردے بھی زندہ کرنے ہوں تو آجائیں''۔ اسی عظمت و شان کو

دیکھ کر تمام مکاتبِ فکر کے علماء نے آپؒ کو اپنا متفقہ قائد تسلیم کیا۔ آپؒ جیسی ہستیاں صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں۔ بقول اقبالؒ ؎

عمر ہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا زِ بزمِ عشق یک دانائے راز آید بروں

اور آپؒ تو ایسے دانائے راز ہیں کہ جن کی پریت کا سلسلہ صدائے کن فیکون سے بھی پہلے کا ہے۔

کن فیکون تے کل دی گل اے اساں اَگے پریت لگائی
توں میں حرف نشان نہ آہا جدوں دِتی میم گواہی
اجے وی سانوں اوہ پئے دِسدے بیلے بوٹے کاہی
مہر علی شاہ رَل تاہیوں بیٹھے جداں سک دوہاں نوں آہی

آپؒ جیسے مستانِ بادۂ الست میزانِ شرع بدست کا علم سینۂ نبوت سے مستفاد ہوتا ہے۔ اس لیے احکامِ دینیہ کی تشریح و توضیح کا کام انہی کو زیب دیتا ہے۔ ہر شخص اس منصبِ رفیع کا اہل نہیں۔ اس لیے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جن مسائل میں آپؒ کا مسلک واضح طور پر تحریراً یا روایۃً ہم تک پہنچا ہے، اس کو بلا چون و چرا تسلیم کر لینے میں ہی فلاحِ دارین مضمر ہے۔

آنے والی سطور میں اس معرکۃ الآراء مسئلے پر آپؒ کے قلمِ محبت رقم سے تحریر شدہ فتویٰ اور زبانِ حق ترجمان سے ادا ہوا ملفوظ مبارک پیش کیا گیا ہے۔ اور آپؒ کے مسلک کی وضاحت کے لئے آپؒ کی اپنی تحریرات کے ساتھ ساتھ حضرت بابو جیؒ کا طرزِ عمل اور درگاہِ عالیہ کے علماء و مفتیان کے فتاویٰ کو زیبِ قرطاس کیا گیا ہے، جس کو پڑھنے کے بعد ایک متلاشئ حق قاری ضرور بالضرور حق شناس ہو جائے گا۔

☆☆☆

{حضرت قبلۂ عالم سیّدنا پیر مہر علی شاہؒ کا فتویٰ}

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم واٰلہٖ وصحبہٖ امّا بعد: می گوید محبِّ ساداتِ عظام و علمائے کرام ملتجی الی اللہ المدعو بمہر شاہ عفی عنہ کہ امروز بتاریخ ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ سیّد محمد شاہ صاحب و سجاول شاہ صاحب ازیں بے ہیچ مستفسرِ مسئلۂ ذیل گشتند و تحریراتِ عدیدہ علمائے کرام اندریں بارہ ملاحظہ کنانیدند فاَجبت و علیہ التکلان و ما ابرّئ نفسی۔

{استفتائ}

چہ می فرمایند علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اندریں مسئلہ کہ مسمیٰ محمد خان ساکن ملہوٹ از قوم ڈھونڈ، حسبِ اجازت و حکم مولوی عبد الحق صاحب ساکن ملہوٹ با یکے از ہاشمیات سیّدات فاطمیات عقدِ نکاح و ازدواج نمود غیر مسترضی من احد من الولاۃ القریبۃ او البعیدۃ ھل یجوز ھٰذا النّکاح ام لا ؟

{الجواب وھو الملہم للصدق والصواب}

نکاحِ مذکور جائز نیست و مفتی بجوازہ نہ تنہا بر ولاۃ سیّدہ ظلم روا داشتہ بلکہ بر کافۂ اہلِ اسلام کہ بمقتضائے آیت قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودّۃ فی القربیٰ و بفحوائے حدیث لا یؤمن احدکم حتّٰی اکون احبّ الیہ من والدہٖ و ولدہٖ والنّاس اجمعین مودّۃ وحبِ قرابتِ نبویہؐ را بر خود فرض و از اصولِ ایمان مے شمارند، جورِ بے حد و ستم بیعد نمودہ چہ پر ظاہر است کہ در صورتِ نکاحِ سیّدہ ہاشمیہ فاطمیہ

درغیر کفوبناءً علی المودة والمحبة المذکورة ہزار ہا دل بوجہ ہتک حرمت اہل بیتؑ رنجیدہ وشکستہ خواہند بود۔متون فقہ مملواند ومشحون از عدم جواز ایں چنیں عقد لعدم الکفاء ة''العجمی لا یکون کفواًللعربیّة ولو کان عالماًاو سلطاناً وھو الاصح''(در مختار)، و یفتی فی غیر الکفو ء بعدم جوازہ اصلاًو ھو المختار للفتوی لفساد الزمان۔(در مختار) پس درصورتِ مسطورہ صحبت صحبتِ زنا خواہد بود۔لہٰذا بر اہل اسلام لازم کہ سیدہ را از عجمی جدا کنانند ومفتی صاحب را واجب کہ آئندہ ازہمچنیں افتا ٔت کہ مستلزم ہتکِ حرمت وشانِ اہلبیتؑ باشند توجہ نہ نماید ومتمسک نباشد بدینکہ سیادت قطعیہ نیست، فان عدم قطعیة السیادةلا یستلزم قطعیة عدم السیادة فرائحتها تکفی مساواة فی موجبا ت الھتک عند المحب اعاذنا اللّٰہ منه فکیف حال الوادّ و قد طلب ﷺ منا المودّة فی قرابته

قال العامری:

احبّ لحبّها السّودان حتّٰی احبّ لحبّها سود االکلاب

وقال الشیخ الاکبر قدس سرہ الاطھر فی ھذا المعنی

احب لحبک الحبشان طراً واعشق لاسمک البدر المنیرا

قیل کانت الکلاب السودتنا وشه وھو یتحبب الیھا اعنی المجنون فھذا فعل المحب فی حب من لا تسعده محبته عند اللّٰہ ولا تورثه القربة من اللّٰہ فھل ھذا الا من صدق الحبّ و ثبوت الودّ فی النفس ولو

صحت محبتک للّٰہ ولرسوله ﷺ احببت اھل بیت رسول اللّٰہ ﷺ ورأیت کل ما یصدر منھم فی حقّک مما لا یوافق طبعک ولا غرضک انه جمال تتنعم بوقوعه منھم فتعلم عند ذالک ان لک عنایة عند اللّٰہ الذی احببتھم من اجله (الیٰ ان قال) واللّٰہ ما ذٰلک الا من نقص ایمانک ومن مکر اللّٰہ بک واستدراجه ایّاک من حیث لا تعلم وصورة المکر ان تقول و تعتقد انک فی ذالک تذب عن دین اللّٰہ و شرعه۔ والسّلام خیر الختام۔

العبد الملتجی الی اللّٰہ المدعو بمہر علی شاہ عفی عنه

{ترجمہ}

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم وٰالہٖ وصحبہٖ امّابعد:

ساداتِ عظام اور علمائے کرام کا محب اور اللہ کی بارگاہ میں ملتجی مہر شاہ عفی عنہ کہتا ہے کہ آج بتاریخ ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ سیّد محمد شاہ صاحب وسجاول شاہ صاحب اس بے ہیچ کے پاس درج ذیل مسئلے کے بارے میں استفسار کرنے کے لیے آئے اور علمائے کرام کی متعدد تحریریں اس بارے میں مجھے دکھائیں۔پس میں نے جواب لکھا اور اللہ ہی کی ذات پر بھروسہ ہے اور میں اپنے نفس کی برأت نہیں کرتا۔

{استفتائ}

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسمیٰ محمد خان ساکن ملھوٹ قوم ڈھونڈ، نے مولوی عبدالحق صاحب ساکن ملھوٹ کی اجازت وحکم

سے ایک سیّدہ ہاشمیہ فاطمیہ سے نکاح کیا ہے اور کسی قریبی اور بعیدی ولی کی رضا مندی اس پر نہیں، کیا یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟

{الجواب وھو الملھم للصدق والصواب}

نکاحِ مذکور جائز نہیں اور جواز کا فتویٰ دینے والے نے فقط سیّدہ مذکورہ کے ورثاء پر ظلم نہیں کیا بلکہ تمام اہل اسلام پر بھی ظلم کیا ہے کیونکہ حسب ارشاد الٰہی **قُلْ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی** اور فرمان نبوی ﷺ **لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ** آنحضور پُرنور ﷺ کے اہلِ قرابت سے محبت رکھنا تمام اہلِ اسلام اپنے اوپر فرض اور اصولِ ایمان میں سے سمجھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ غیر کفو میں نکاحِ سیّدہ ہاشمیہ فاطمیہ کی صورت میں محبت مذکورہ کی وجہ سے ہزار ہا دل اہلبیتؑ کی ہتک عزت سے رنجیدہ ہوں گے۔ تمام متون فقہ اس قسم کے نکاح کے عدم جواز پر متفق ہیں کیونکہ یہ نکاح غیر کفو میں ہے جیسا کہ الدرّ المختار میں ہے **اَلْعَجَمِیُّ لَا یَکُوْنُ کُفُوًا لِّلْعَرَبِیَّۃِ وَلَوْ کَانَ الْعَجَمِیُّ عَالِمًا اَوْ سُلْطَانًا وَھُوَ الْاَصَحُّ۔ وَ یُفْتٰی فِیْ غَیْرِ الْکُفُوِ بِعَدَمِ جَوَازِہٖ اَصْلًا وَھُوَ الْمُخْتَارُ لِفَسَادِ الزَّمَانِ۔**

پس صورتِ مذکورہ میں یہ صحبت زنا ہوگی۔ لہٰذا اہل اسلام پر لازم ہے کہ سیّدہ کو عجمی سے جدا کرائیں اور مفتی پر لازم ہے کہ آئندہ اس قسم کے فتوؤں سے اجتناب کرے جن میں ہتکِ حرمتِ اہلِ بیتِ کرام ہو اور یہ وجہ پیش نہیں کرنی چاہئے کہ سیّدہ کا اولادِ رسول ﷺ سے ہونا یقینی نہیں ہے کیونکہ اگر اس امر کا یقین نہیں تو یہ

یقین کہاں سے حاصل ہو گیا کہ وہ غیر سیّدہ ہے۔ سیادت کی بو بھی محبت والے پر ہتک حرمت سے مستوجب سزا ہونے کیلئے کافی ہے۔ خدا کی پناہ! چہ جائیکہ مدعیٔ مودّت ایسے کرے۔ قیس بن عامر کہتا ہے کہ میں لیلیٰ کی محبت میں کالے حبشیوں سے محبت کرتا ہوں حتیٰ کہ سیاہ کتوں سے بھی۔ لہٰذا اہل ادب کیلئے تھوڑی سے نسبت بھی کافی ہے چنانچہ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ سیاہ کتے مجنوں کو تکلیف پہنچاتے تھے مگر وہ ان سے محبت کرتا تھا کیونکہ اس کی محبوبہ لیلیٰ کے نام کو لیل یعنی رات سے مناسبت تھی جو سیاہ ہوتی ہے جبکہ یہ محبت خدا تعالیٰ کے نزدیک کچھ مفید نہیں۔

بس اہلِ بیتِ کرام کی محبت اور مودّت جس کا حکم ہمیں نبی کریم ﷺ نے دیا ہے جو محبت خدا تعالیٰ کے نزدیک مفید ہے، کم از کم اس کی اتنی رعایت تو لازم ہے جتنی ایک مجازی محبت والا کرتا ہے۔ اگر اللہ اور اس کے نبی حبیب ﷺ کے ساتھ تیری محبت سچی ہے تو ضرور آنحضور ﷺ کے اہلبیت کو دوست رکھے گا اور ان سے جو بات تیری طبیعت کے خلاف واقع ہوگی، اسے یہ سمجھتے ہوئے کہ تقدیر الٰہی ایسے تھی، اہلبیت کی طرف سے تکلیف پہنچنے میں لذت محسوس کرے گا اور اسے اللہ تعالیٰ کی عنایت سمجھے گا جس کی وجہ سے تو نے اہلبیت سے محبت کی۔ پھر حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ اہلبیت کی حرمت کا خیال نہ کرنے میں مکرِ الٰہی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ تیرا خیال ہو کہ میں دین الٰہی کی حفاظت کر رہا ہوں۔ والسلام خیر ختام

العبد الملتجی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ عفی عنہ اللہ

{فتویٰ کے نکات کی وضاحت}

۱۔ سیّدہ فاطمیہ کا کسی غیر سیّد سے نکاح جائز نہیں۔

۲۔ عربی عورت کیلئے عجمی مرد کفو نہیں۔

۳۔ غیر کفو میں نکاح جائز نہیں۔

۴۔ مذکورہ نکاح سے سیّدہ کے ورثاء پر ظلم ہوا۔

۵۔ مذکورہ نکاح سے تمام اہل اسلام پر ظلم ہوا۔

۶۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی آلِ پاک کی محبت لازم فرمائی ہے۔

۷۔ حدیث شریف میں پیارے نبی اکرم ﷺ نے اپنی محبت کو اصل ایمان قرار دیا ہے۔

۸۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی اہلِ بیت سے محبت کرے، ان کی ہتکِ عزت سے باز رہے۔

۹۔ اہلبیت کی ہتکِ حرمت مستوجبِ سزا ہے۔

۱۰۔ اہلِ ادب کے لیے تھوڑی سی نسبت بھی کافی ہے۔

۱۱۔ مکرِ الٰہی کی ایک صورت یہ ہے کہ بندہ اہلِ بیت نبی کریم ﷺ کی ہتکِ حرمت کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ خدا کے دین کی حفاظت کر رہا ہے۔

☆☆☆

{حضرت قبلۂ عالمؒ کا ملفوظ مبارک}

’’ایک دفعہ حضور انور قدس سرہ العزیز علاقہ بکڑالہ تشریف لے گئے۔ وہاں کے علاقہ دار و رئیس بکڑالہ راجہ محمد خاں نے حاضر ہو کر میاں محمد صاحب کھڑی والا کی طرف سے سلام پیش کیا اور ایک سیّدہ کے ساتھ غیر سیّد کے نکاح سے متعلق جواز کے ایک فتویٰ کا ذکر کیا جو موضع چکڑالی میں ایک ایسے واقعہ کے بعد بعض علماء نے دیا تھا اور خدشہ ظاہر کیا کہ ایسے فتاویٰ سے دنیا میں طوفانِ بے ادبی پیدا ہوگا۔ قبلۂ عالمؒ نے سلام کا جواب دینے کے بعد فرمایا’’ کہ ایسے بے ادب گستاخ ہمارے پاس آنے کا حوصلہ نہیں رکھتے۔ جو لوگ عترتِ نبوت سے بے ادبی کرتے ہیں وہ ازلی بدبخت ہیں نہ وہ ہمارے پاس آتے ہیں اور نہ ہی ہم انہیں دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ مفتی صاحبان بھی عجیب ہیں اگر کوئی شخص لفظ عالم کو بہ صیغۂ تصغیر عویلم پڑھ دے یا علماء کے جوتوں کی توہین کر دے تو ایسا کرنے پر وہ فوراً کفر کا فتویٰ صادر کر دیتے ہیں مگر سفینۂ محمدی ﷺ کی بے حرمتی کرنے والے کو وہ کچھ نہیں کہتے حالانکہ علماء کا شرف بہ وصفِ علم ہے جو ذاتی نہیں اور بغیر عمل کے اس کی کوئی وقعت نہیں۔ اس کے برعکس اہل بیت نبی ﷺ کا شرف ذاتی ہے جو آنحضرت ﷺ کی طرف انتساب کی وجہ سے انہیں موہوب ہوا ہے‘‘۔

اس فتویٰ اور ملفوظ سے کلی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اس کی بنیاد صرف اور صرف آقائے کل، ختم رسل ﷺ کی عزت، عظمت، حرمت اور محبت ہے۔ حضرت

سیّدنا پیر مہر علی شاہؒ کی ساری ترجیح یہی ہے قرآن میں ارشاد ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَھُمْ عَذَاباً مُّھِیْناً۔ (بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دیتے ہیں، ان پر دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ نے لعنت کر دی ہے اور ان کے لیے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے) رہی یہ بات کہ یہاں تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دینے کی بات ہے۔ اہلِ بیت نبی ﷺ کیسے اس میں شامل ہو گئے؟

حضرت قبلۂ عالمؒ نے اپنی کتاب تصفیہ مابین سنی و شیعہ میں مشہور محقّق و مفسّر صاحبِ روح البیان کی نقل فرمودہ احادیث مبارکہ تحریر فرمائی ہیں۔ ان میں پہلی حدیث یہ ہے۔

وَ عَنْہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ حُرِّمَتِ الْجَنَّۃُ عَلٰی مَنْ ظَلَمَ اَھْلَ بَیْتِیْ وَ آذَانِیْ فِیْ عِتْرَتِیْ

آنحضور پُرنور ﷺ نے فرمایا: جنت اس پر حرام کر دی گئی جس نے میری اہلبیت پر ظلم کیا اور میری آل کے معاملے میں مجھے اذیت دی۔

اس حدیث مبارکہ سے بالکل واضح ہو گیا ہے کہ اگر اہل بیت نبی ﷺ میں کسی پر ظلم ہوا اور انہیں اذیت ہوئی تو آنحضرت ﷺ کو اذیت ہوئی اور وہ شخص حکمِ قرآنی کی رو سے دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت کا مستحق ہو گیا۔

شریعتِ مطہرہ میں اس بات کی اجازت ہے کہ کوئی شخص ایک سے زائد نکاح کر لے۔ خود نبی مکرم و محتشم ﷺ نے اور صحابہ کرامؓ نے کئی کئی شادیاں کیں مگر رسول اکرم ﷺ نے حضرت مولیٰ علیؓ کو سیّدہ فاطمہؓ کے ہوتے ہوئے دوسری شادی کرنے سے منع فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شریعت میں اجازت موجود تھی،

شریعت کا حکم منسوخ نہیں کیا گیا، احکام الٰہیہ اپنی جگہ پر باقی رہے، مگر پھر بھی رسول اکرم ﷺ نے ایسا حکم ارشاد فرمایا۔ صرف اس لئے کہ اس طرح سیّدہ فاطمہؓ رنجیدہ ہوں گی، انہیں اذیت ہو گی اور یہ اذیت حضرت رسول اکرم ﷺ کے قلبِ اطہر کیلئے اذیت کا سبب بنے گی اور جس نے آپ ﷺ کو اذیت دی وہ لازماً خدا کی طرف سے لعنت کا مستحق ٹھہرے گا۔

یہی وہ بنیادی نکتہ ہے جو حضرت سیّدنا پیر مہر علی شاہؒ اور محققین علماء و سادات کرام کے فتویٰ کی اصل ہے۔ ان حضرات کی نظر میں مکمل ترجیح اسی کو حاصل ہے۔ انہوں نے تمام اہل اسلام کے ساتھ خیر خواہی فرمائی تا کہ کوئی شخص اس طرح اللہ کی لعنت میں گرفتار نہ ہو۔ دنیا میں ایسی کوئی مجبوری رب تعالیٰ نے کسی مسلمان کیلئے نہیں رکھی کہ اس کو رشتہ ہی نہ ملے سوائے اس کے کہ وہ کسی سیّدہ فاطمیہ سے نکاح کرے اور نہ ہی سادات بنو فاطمہ کے لیے دنیا میں ایسی کوئی مجبوری رکھی ہے کہ آل رسول ﷺ میں اتنی قلت ہو جائے کہ سادات کرام اپنی بیٹیاں غیر سادات سے بیاہنے پر مجبور ہو جائیں۔ تو پھر خواہ مخواہ میں کیوں عاقبت برباد کی جائے اور اللہ کی رحمت چھوڑ کر اس کی لعنت اختیار کی جائے۔

اسی بنیادی شرعی نکتہ کو سامنے رکھتے ہوئے سیّدہ فاطمیہ کا غیر سیّد کے ساتھ نکاح ناجائز قرار دیا گیا۔ اس مؤقف کی مزید تقویت کیلئے وہ احادیثِ مبارکہ سامنے رکھنی چاہئیں جو قبلۂ عالمؒ نے تصفیہ مابین سنی و شیعہ میں تفسیر روح البیان کے حوالے سے نقل فرمائی ہیں:

۱۔ مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ مَاتَ شَہِیْدًا

جو مرتے دم تک حب آل محمد ﷺ پر قائم رہا اس نے شہادت کی موت پائی۔

۲۔ اَلَا مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ مَاتَ مَغْفُوْرًا لہ'

خبردار رہو کہ جو مرتے وقت تک حب آل محمد ﷺ پر قائم رہا وہ بخشا ہوا مرا۔

۳۔ مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ مَاتَ تَائِباً

کہ جو مرتے وقت تک آل محمد ﷺ کی محبت پر قائم رہا وہ مقبول التوبہ ہوکر مرا۔

۴۔ مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ مَاتَ مُؤْمِنًا مُسْتَکْمِلَ الْاِیْمَانِ

کہ جو مرتے دم تک آل محمد ﷺ کی محبت پر قائم رہا وہ کامل ایمان والا مؤمن ہوکر مرا۔

۵۔ اَلَا مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ بَشَّرَہٗ مَلَکُ الْمَوْتِ بِالْجَنَّۃِ ثُمَّ مُنْکِر "وَ نَکِیْر"

خبردار رہو کہ جس کو حب آل محمد ﷺ پر موت آئی ملک الموت اور منکر نکیر اس کیلئے جنت کی بشارت لائے۔

۶۔ اَلا مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ یُزَفُّ اِلَی الْجَنَّۃِ کَمَا تُزَفُّ الْعُرُوْسُ اِلٰی بَیْتِ زَوْجِھَا

خبردار رہو کہ جو بھی مرتے دم تک آل محمد ﷺ کی محبت پر رہا وہ جنت کی طرف اس طرح جائے گا جس طرح دلہن اپنے دولہا کے گھر جاتی ہے۔

۷۔ اَلا مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ فُتِحَ لَہ' فِیْ قَبْرِہٖ بَابَانِ اِلَی الْجَنَّۃِ

خبردار رہو کہ جس کو حب آل محمد ﷺ پر موت آئی اس کی قبر میں اس کیلئے جنت کے دو دروازے کھولے جائیں گے۔

۸۔ اَلَا مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ جَعَلَ اللّٰہُ قَبْرَہٗ مَزَارَ مَلَائِکَۃِ الرَّحْمَۃِ

خبردار رہو کہ جو کوئی تا دم آخر حب آل محمد ﷺ پر قائم رہا اللہ نے اس کی قبر کو رحمت کے فرشتوں کی زیارت گاہ بنا دیا۔

۹۔ حُرِّمَتِ الْجَنَّۃَ عَلٰی مَنْ ظَلَمَ اَھْلَ بَیْتِیْ وَ آذَانِیْ فِیْ عِتْرَتِیْ

جنت اس پر حرام کر دی گئی جس نے میری اہل بیت پر ظلم کیا اور میری آل کے معاملے میں مجھے اذیت دی۔

۱۰۔ اَلا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ مَاتَ کَافِرًا

خبردار جس کو آل محمد ﷺ کے بغض پر موت آئی وہ کافر ہو کر مرا۔

۱۱۔ اَلا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی بُغْضِ آلِ خبردار جو بغض آل محمد ﷺ پر مرا وہ
مُحَمَّدٍ ﷺ لَمْ یَشُمَّ رَائِحَةَ جنت کی ہوا بھی نہ پائے گا۔
الْجَنَّةِ

آپؒ نے حضرت الشیخ محی الدین ابن عربیؒ کا قول نقل کیا ہے کہ مسلمان کو ہرگز یہ مناسب نہیں کہ وہ ان لوگوں کی مذمت یا تحقیر کرے جن کی طہارت اور تحفظ کی خود اللہ تعالیٰ نے گواہی دی ہے۔ یہ فضل وکرم ان کے کسی عمل کا نتیجہ نہیں بلکہ محض فضل ربانی ہے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے۔ اے دوست! اگر اللہ تعالیٰ تمہارا حجاب دور فرما کر تمہیں اہل بیت کی شان اور رتبہ جو اُن کو عنداللہ آخرت میں حاصل ہوگا، دکھلا دے تو ضرور تو سچے دل سے ان کی غلامی کرے گا''۔

مزید برآں آپؒ کی سوانح حیات مہر منیر میں موجود وہ تحریر بھی قابل مطالعہ ہے، جو آپ نے کوٹ فتح خاں ضلع کیمبل پور کے سیّد مزمل شاہ صاحب کے خط کے جواب میں ارسال فرمائی تھی۔ جب رئیس کوٹ فتح خاں کی طرف سے سادات خاندان کی بے حرمتی کی گئی اور اس کی شکایت حضرت والا کو پہنچی تو آپ نے لکھ بھیجا۔

''از درویش دلریش محب الفقراء مہر علی شاہ گولڑوی!

قادر مطلق وحکیم برحق جل شانہ نے خلق کو زوج زوج یعنی جفت جفت پیدا کر کے خود کو فردیت اور یکتائی میں وحدہ لاشریک کہا۔ پھر بعض کو بعض پر فضیلت دے کر سب کو فقراء اور اپنے کو غنی ٹھہرایا۔ کواکب سے آفتاب اور ایام سے یوم جمعہ علیٰ ہذا القیاس حتیٰ کہ انبیاء سے باعث ایجادِ عالم صاحب تاج لولاک احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ

کو ممتاز فرمایا وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ کا ارشاد پہنچا کر آدَمَ وَمَنْ دُوْنَهٗ تَحْتَ لِوَائِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ سنوایا پھر بہ واسطہ جمیلہ اس حبیب ازلی اور شاہد لم یزلی کے اپنے کلام پاک کو نازل فرما کر عہد دیرینہ یوم میثاق بجواب اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ جس کو ہم بباعث تمادی قرون کثیرہ کے بھول گئے تھے، یاد دلایا اور اطاعتِ اوامر واجتنابِ نواہی کو دلیل استقامت اور پختگی عہد مذکور کی ٹھہرایا۔

من جملہ ان اوامر شریفہ کے امر قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی یعنی کمالِ دوستی اور خلوصِ محبت اہل بیت کے ساتھ رکھو جن کے حق میں اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا فرمایا ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔

اس مقام میں جو کچھ مفسرین نے لکھا ہے وہ تو کسی کو بالاصالۃ اور کسی کو بالتبعیۃ معلوم ہے۔ اس واسطے اس کا لکھنا ضروری نہیں سمجھا جاتا البتہ کچھ کلام شیخ اکبر قدس سرہ الاطہر کی جو پیشوائے اہل کشف وشہود ہیں، فتوحات مکیّہ باب ۲۹ (انتیس) میں سے نقل کی جاتی ہے: (خلاصہ ترجمہ: کل اولادِ فاطمہؓ جو قیامت تک ہونے والی ہے، آیتِ تطہیر میں داخل ہے یعنی پاک اور مغفور ہے گو بظاہر ان سے گناہ بھی صادر ہو، تاہم بعد اجراء حدودِ شرعیہ مغفور ہیں۔ ان کی توہین اور مذمت کسی اہل اسلام کو جائز نہیں اس گروہِ پاک کے پاک ہونے کی مدار کسی عمل پر نہیں بلکہ یہ محض فضل خدا ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے) پھر اس کے بعد فرماتے ہیں۔

(خلاصہ ترجمہ: اس گروہ پاک کی مذمت کرنے والا خود محلِ مذمت ہوتا ہے اگرچہ ان سے گناہ بھی صادر ہو۔ جو شخص اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ ایمان رکھتا ہو

اس کو چاہئے کہ اس پاک فرقہ کے ظلموں کو بھی بمنزلۂ جریانِ قضاوقدر سمجھے یعنی ظلم کو بھی اُن کی طرف منسوب نہ کرے بلکہ راضی ہوکر مسلّم رکھے۔ اگر اس قدر ایمان قوی نہ رکھتا ہوتو ہر مصیبت میں جواس کو اپنے مال جان یا عزت میں اہل بیت سے پہنچے، صبر کرے۔ ہاں، احکام شرعیہ بے شک ان پر جاری کئے جائیں گے مگر اہل اسلام کو ان کی مذمت نہ کرنی چاہئے اور اپنے حقوق کو ترک کرنا، ان کی تعظیم کے واسطے اولیٰ ہے اور کیوں کر ایسا نہ ہو جب کہ حبیب اکرم ﷺ کل اہل اسلام سے اپنی اہل قرابت کے واسطے دوستی رکھنے کا حکم فرما رہے ہیں۔ بہ موجب اس آیت کریمہ کے **قُلۡ لَّاۤ اَسۡئَلُکُمۡ عَلَیۡہِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّۃَ فِی الۡقُرۡبٰی**۔ پھر ان کے ساتھ بغض رکھنے کے بعد کل حشر کے دن ان کے سامنے کس طرح منہ دکھلائیں گے اور شفاعت کی امید رکھیں گے''۔ اسی کتاب ''مہرِ منیر'' میں آپ کے ملفوظات طیبّات میں سے ہے کہ ایک روز اہل بیت کرام کی شان میں سخن جاری ہوا تو فرمایا: حضرت شیخ عطارؒ نے ایک حدیث روایت کی ہے کہ **مَنۡ اٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ** صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم **وَ لَمۡ یُؤۡمِنۡ بِاٰلِہٖ فَلَیۡسَ بِمُؤۡمِنٍ** (جو کوئی حضرت محمد ﷺ پر ایمان لایا مگر آپ ﷺ کی آل پر ایمان نہ لایا وہ مؤمن نہیں ہے)۔

ان حوالہ جات سے یہ بات بخوبی سمجھ آتی ہے کہ حضرت قبلۂ عالم سیّدنا پیرمہر علی شاہؒ نے ادب خصوصاً ادبِ نبی وآل نبی ﷺ کو دین و ایمان کے معاملہ میں بنیادی حیثیت قرار دیا ہے۔ بحیثیت امام اور مرشد کامل آپ کی ذمہ داری تھی کہ کل اہل اسلام اور خصوصاً اپنے ارادت مندوں کو عذابِ الٰہی کے خطرے سے آگاہ فرمادیں کہیں وہ بے خبری میں ایسا نکاح کرلیں اور پھر ان حقوق وتعظیمات و

تحریمات کا لحاظ نہ رکھ سکیں جو قرآن وحدیث میں اس طرح لازم کئے گئے کہ ان میں ہونے والی کوتاہی اذیت رسول اکرم ﷺ کا باعث بن جائے اور بندہ لعنتِ الٰہیہ میں گرفتار کرلیا جائے۔ یہی قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ کے سامنے آواز بلند کرنے کی بے ادبی بھی سرزد ہوگئی تو **اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُکُمۡ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ** اس بے ادبی کے سبب تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تمہیں شعور بھی نہ ہوگا۔ سیّدہ فاطمیہ سے نکاح کر کے ساری زندگی کس طرح کوئی بندہ خود پر قابو رکھ سکتا ہے اگر ذرا برابر بھی ظلم ہوا یعنی حق تلفی ہوئی اور سیّدہ خاتون کی دلآزاری ہوئی تو لازماً حبیب خدا محمد مصطفی ﷺ کے قلبِ اطہر کو اذیت ہوگی اور بندہ فوراً اللہ کی لعنت کا مستحق قرار پائے گا۔ قرآن وحدیث کی واضح تنبیہات اور فقہاء احناف کی تصریحات ''**یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً ھو المختار للفتوی لفساد الزمان (در مختار)۔ العجمی لا یکون کفواً للعربیہ ولو کان عالماً او سلطاناً وھو الاصح**'' (در مختار) نیز اس کے علاوہ متون وشروحات کو سامنے رکھ کر حضرت سیّدنا پیرمہر علی شاہؒ نے سیّدہ فاطمیہ کے ساتھ غیر سیّد کے نکاح کو ناجائز قرار دیا۔ آپؒ نے مسلمانوں کو عذابِ الٰہی اور نارِ جہنم سے بچانے کیلئے اور مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کرتے ہوئے یہ فتویٰ صادر فرمایا۔ اور بعد کے ادوار میں ہر مفتی نے اس درگاہِ فلک جاہ سے صرف وہی فتویٰ دیا جو قبلۂ عالمؒ کا مسلک تھا یعنی کسی طرح بھی سیّدہ فاطمیہ کا نکاح کسی بھی غیر سیّد سے جائز نہیں بوجہ غیر کفو ہونے کے۔ اس تاریخی تواتر کو ثابت کرنے کے لیے وہ تمام فتاویٰ بالترتیب پیش کیے جارہے ہیں۔

☆☆☆

{بابِ دوم}

{فتاویٰ مفتیان گولڑہ شریف}

(۱)

حضرت قاری غلام محمد پشاوریؒ

آپؒ نے قبلۂ عالمؒ کے عہد مبارک ہی میں یہاں امامت وتدریس اور افتاء کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ یہی وہ قابل صد احترام شخصیت ہیں جنہوں نے قبلۂ عالمؒ کے وصال پر آپؒ کو غسل دینے اور نماز جنازہ پڑھانے کی سعادت حاصل کی۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ حضور اعلیٰؒ کی نظر میں بہت معتبر تھے، اسی لئے حضرت قبلہ بابوجیؒ نے انہیں قبلۂ عالمؒ کی نماز جنازہ پڑھانے کے اہل سمجھا۔ ان کی خدمت میں استفتاء کیا گیا کہ علمائے دین مفتیانِ شرع مبین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ سیّدزادی سے نکاح کرنا اس شخص کیلئے جو سیّد نہیں جائز ہے یا نہیں؟ تو حضرت قاری غلام محمد پشاوریؒ نے جواب لکھا:

الجواب:

صحیح النسب اولادِ خاتونِ جنت (علیٰ ابیہا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام) سیّدزادی

کا عقد نکاح غیر سیّد سے، خواہ کسے باشد، بالاتفاق علماء محققین نہ صرف ناجائز بلکہ خاندانِ سادات پر خصوصاً اور کافہ اہل اسلام پر عموماً جور وظلم ہے۔ بہ مقتضائے آیہ:

قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

اور بفحوائے حدیث:

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ

جو کہ مودّت اور حبِ قرابت نبویہ کو اپنے آپ پر فرض اور اصول ایمان سے جانتے ہیں، ان پر صاف ظاہر ہے کہ ایسے نکاح کی وجہ سے ہزاروں مسلمانوں کے دل بہ وجہ ہتکِ اہلِ بیت رنجیدہ اور شکستہ ہوں گے۔ چنانچہ متون فقہ اس قسم کے عقد کے عدم جواز سے مملو اور بھرپور ہیں بوجہ عدم الکفاءۃ۔ خاص کر اقوام ہند کے متعلق یہ فیصلہ قطعی ہے کیوں کہ ان کے انساب ضائع ہو چکے ہیں۔

اَلْعَجَمِيُّ لَا يَكُوْنُ كُفُوًا لِّلْعَرَبِيَّةِ وَلَوْ كَانَ الْعَجَمِيُّ عَالِمًا اَوْ سُلْطَانًا وَهُوَ الْاَصَحُّ۔ وَيُفْتٰى فِيْ غَيْرِ الْكُفُوِ بِعَدَمِ جَوَازِهٖ اَصْلًا وَهُوَ الْمُخْتَارُ لِفَسَادِ الزَّمَانِ

پس درصورت بالاصحبت، صحبت زنا ہوگی لہٰذا جملہ اہل اسلام پر لازم ہے کہ سیّد زادی کو ایسے بد باطن اور دشمن اسلام و خاندان نبوت سے جدا کروا کے واپس لائیں اور ایسے شخص سے جب تک وہ واپس نہ کرے دینی اور دنیاوی تعلقات قطع رکھیں اور اسے اپنا دینی دشمن سمجھیں نیز ایسے شخص کے خویش واقارب پر خاص کر شرعاً لازم ہے کہ وہ بوجہ غیرت دینی سیّد زادی کو اس سے واپس دلانے میں پوری پوری کوشش کریں اور جب تک واپس نہ کرے اس سے دینی و دنیاوی تعلقات منقطع رکھیں۔

والسلام

غلام محمد، مقیم آستانہ عالیہ گولڑہ شریف

بحکم حضرت قبلہ سجادہ نشین صاحب دربار عالیہ غوثیہ

(۲)

حضرت مولانا محب النبی صاحبؒ

آپؒ موضع بھوئی ضلع اٹک کے رہنے والے تھے۔ آپ کا خاندان علم وفضل اور زہد وتقویٰ میں مشہور تھا۔ آپ کے جد امجد حضرت مولانا محمد شفیع قریشیؒ، قبلۂ عالمؒ کے استاد تھے اور آپؒ خود قبلۂ عالمؒ کے شاگرد تھے۔ آپؒ طویل عرصہ تک درگاہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف میں تدریس وافتاء کے منصب پر فائز رہے۔

حضرت قبلہ سیّدنا پیر غلام محی الدین صاحب بابوجیؒ کی خدمت قدسیہ میں ادارہ اخبار کے ایڈیٹر سعادت علی شاہ صاحب گیلانی نے اپنے خط کے ذریعے استفتاء کیا کہ وہ اپنے اخبار کے ایک ضمیمہ کی شکل میں کتاب شائع کرنا چاہتے ہیں جس کا عنوان ہے ”کیا سیّدہ فاطمیہ کا نکاح غیر سیّد سے جائز ہے؟“ اس مسئلہ میں پنجاب کے سجادہ نشین حضرات کی آراء بھی شامل کی جائیں گی۔ آپ سے بھی مؤدبانہ درخواست ہے کہ اپنے دینی مؤقف سے آگاہ فرمائیں۔ عدم جواز نکاح سیّدہ با غیر سیّد کے بارے میں مفصّل اپنی قلم سے تحریر فرما کر اس نیاز مند کو ارسال فرمائیں اور اس خاندانی مسئلہ کے تحفظ میں اس نیاز مند کی امداد فرمائیں۔ علماء سُو کا ایک کثیر طبقہ جو شیعہ سنی دونوں فرقوں میں پایا جاتا ہے وہ جواز کا حامی ہے۔ یہ چیز سادات بنو فاطمہ کو قابل قبول نہیں۔ آیئے اپنے اسلاف صالحین کے نام پر

ان کی عزت وعظمت اور ناموس کیلئے میری امداد فرمایئے اور عنداللہ ماجور ہوں۔اس کا جواب حضرت سیّدنا قبلہ بابوجیؒ نے یوں تحریر فرمایا:

الجواب:

ہم سے یہ دریافت کیا گیا کہ سیّدہ فاطمیہ کا نکاح غیر سیّد سے جائز ہے یا نہیں؟ شرعی مسئلہ تو علمائے کرام ہی بتائیں گے۔ہم اندریں بارہ عمل اولیاء کرام بیان کر سکتے ہیں۔ ہمارے بزرگانِ شجرہ نے ادبِ اولادِ جناب فاطمۃ الزہراؓ کو ملحوظ رکھا ہے۔ ایسے نکاح کا کبھی خیال تک بھی نہیں کیا اور نہ اسے کبھی روا رکھا ہے۔نسبت جناب سیدۃ النساء کوئی معمولی نسبت نہیں ہے کہ ان کے شرف کو گھٹایا جائے، اس لئے کہ حضور سرور کائنات فخر موجودات سیّد عالم ﷺ نے سیّدہ و اولادِ جناب سیّدہ کو ہمارا سردار قرار دیا ہے۔

اور ساتھ ہی حضرت مولانا محب النبیؒ مفتی درگاہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف نے لکھا:

الجواب ھوالموٗفق للصدق والصواب:

سیّدہ فاطمیہ کا کفو غیر فاطمی نہیں ہوسکتا اور ہر وہ جزئی جو اس کے خلاف فقہ حنفی میں ملے گی، حسب قاعدہ کلیہ فقہاء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ ''لَازِمُ الْمَذْھَبِ لَیْسَ بِمَذْھَبٍ'' مذہبی حیثیت نہیں رکھتی۔ھٰذَا مِنْ عِنْدِیْ وَ الْعِلْمِ الْعَام عِنْدَاللّٰہِ الْعَلاَّمِ۔

عبدہ العاصی محب النبی نزیل آستانہ عالیہ غوثیہ گولڑہ شریف

دوسرا فتویٰ:

سیّدہ فاطمیہ کا کفو غیر سیّد نہیں ہو سکتا خواہ وہ کتنا بڑا ہی چوہدری کیوں نہ ہو۔ ہاں اگر کوئی سیّد یا سیّدہ بے غیرتی اور ننگ و عار کو اپنا فخر بنائے تو کل فردائے قیامت حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کے سامنے جوابدہی کا ذمہ دار ہوگا۔

عبدہ العاصی محب النبی نزیل آستانہ عالیہ غوثیہ

تیسرا فتویٰ:

الحاج پیر سیّد محمود شاہ صاحب سجادہ نشین خانقاہ محبوب آباد حویلیاں ضلع ہزارہ کی تصنیف ''السیف المسلول'' میں ٹھوس دلائل کی بنا پر غیر سیّد کے ساتھ سیّدہ فاطمیہ کا نکاح ناجائز قرار دیا گیا۔مولانا عبدالحئی صاحب خطیب جامع مسجد بازار حویلیاں نے اس کتاب کی تصدیق و تائید فرمائی بعد میں اس کتاب پر اعتراض اٹھایا گیا کہ اس کتاب میں جو اہل بیت رسولؐ کی فضیلت اور تعظیم بیان کی گئی ہے وہ مذہب اہل سنت کے خلاف ہے۔اس کتاب میں صحابہ کی تعظیم اور عزت کا اظہار نہیں کیا گیا اور سیّدہ کا نکاح غیر سیّد سے باطل کہنا مذہب سنی حنفی سے ثابت نہیں ہے۔اس بارے میں درگاہ غوثیہ گولڑہ شریف سے فیصلہ فرمانے کی درخواست کی گئی تو مفتی درگاہ حضرت مولانا محب النبی صاحب نے تحریر فرمایا:

الجواب ھوالموفق للصواب:

تعظیم اہل بیت جو کہ کتاب السیف المسلول میں بیان کی گئی ہے اس میں صراحتہً نسبت نبی ﷺ کو ملحوظ رکھ کر کی گئی ہے، جس نسبت کا لحاظ رکھنا ہر مومن پر فرض اوّلین ہے۔سیّدہ کا نکاح غیر سیّد سے بہ روایت مفتیٰ بہا در بارہ عدم کفاءت

نزد امام اعظمؒ غیر منعقد ہوتا ہے اور مضمون کتاب درست ہے۔ مصنف علامہ حضرت سیّد محمود شاہ صاحب کی جمیع تصانیف میں تمام صحابہ کرام کی تعریف نہایت عجیب پیرایہ میں موجود ہے اور زبانی بھی مشاہدہ کیا گیا ہے۔ بنابرآں بندہ نے شاہ صاحب موصوف کو صحیح العقیدہ سنی حنفی عالم باعمل پایا۔

هٰذَا مِنْ عِندی وَ الْعِلْمِ الْعَامِ عِنْدَاللهِ۔

عبدہ العاصی محب النبی

نزیل آستانہ عالیہ غوثیہ گولڑہ شریف

اسی طرح طالب حسین شاہ مہاجر بجیرہ آزاد کشمیر نے اس سلسلے میں سوال بھیجا تو حضرت مولانا محب النبیؒ نے وہی جواب لکھا کہ سیّدہ کے ساتھ غیر سیّد کا نکاح باطل ہے۔

☆☆☆

(۳)

مولانا مفتی محمود شاہؒ

آپ راولپنڈی کے رہنے والے تھے۔ حضرت قبلہ سیّدنا بابو جیؒ عرصہ دراز تک چاولہ گیراج صدر راولپنڈی میں ان کے پیچھے مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا فرماتے رہے۔ گاہے گاہے درگاہ گولڑہ شریف میں آنے والا استفتاء انہیں پیش کیا جاتا تھا اور وہ فتویٰ تحریر فرماتے تھے۔ حیدر زمانی ایم بی پرائمری سکول گوجر خان کی طرف سے لکھا گیا کہ زید جو کہ سیّد نہیں ہے اور عمرو کے متعلق مشہور ہے کہ وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے خاندان میں سے ہے کیا زید کا نکاح عمرو کی لڑکی کے ساتھ ہو سکتا ہے؟ اگر یہ بے ادبی ہے تو کیا زید کی اقتداء میں نماز ادا کرنا درست ہے اور جو لوگ ایسے نکاح میں شریک تھے کیا وہ بے ادبی کے مرتکب نہیں ہوئے؟ مولانا مفتی محمود شاہ صاحبؒ نے فتویٰ لکھا:

الجواب:

صورت مسئولہ میں زید کا نکاح عمرو کی لڑکی کے ساتھ ناجائز ہے اور مستلزم ہے بے ادبی کو اور حرمت خاندان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور دل شکنی اور ظلم ہے تمام اہل اسلام پر کیونکہ محبت اور مودّت نبی علیہ السلام کی اور اہل بیت کی جو کہ مامور بہ ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

قُلْ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی

نیز ارشاد نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

بنابریں محبت کا تقاضا ہے کہ اپنے محبوب کو تمام مافی الدنیا سے اعلیٰ اور بڑھ کر سمجھنا اور نکاح کا تقاضا ہے منکوحہ کو ناکح کا مملوکہ اور خادمہ اور مستفرشہ بنانا جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ۔ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْہِنَّ دَرَجَۃٌ''

کیا دونوں چیزوں کے تقاضوں میں اختلاف نہیں ہے اور ترک محبت اور بے ادبی اور ہتک نہیں ہے اور مؤمنین محبین کے دلوں کو ایذا پہنچانا نہیں ہے؟ علاوہ بے ادبی، ترک ادب وغیرہ یہ نکاح شرعاً ناجائز ہے کیونکہ عجمی مطلق عربیہ کا کفو نہیں بن سکتا چہ جائیکہ علویہ کا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ نسبت عربی کو ایسے ہے جیسے کہ عبد کو مولیٰ کی طرف اور مملوک کو مالک کی طرف اور عبد و مملوک کا نکاح اپنے مالک کے ساتھ ناجائز ہے اور نہیں ہوسکتا تو عجمی کا عربیہ کے ساتھ بھی نہیں ہوسکتا درمختار میں ہے۔

اَلْعَجَمِیُّ لَا یَکُوْنُ کُفُوًا لِّلْعَرَبِیَّۃِ وَلَوْ کَانَ الْعَجَمِیُّ عَالِمًا اَوْ سُلْطَانًا وَھُوَ الْاَصَحُّ الخ

نیز درمختار میں ہے:

وَیُفْتٰی فِیْ غَیْرِ الْکُفُوِ بِعَدَمِ جَوَازِہٖ اَصْلًا وَھُوَ الْمُخْتَارُ لِفَسَادِ الزَّمَانِ وَفِی الْھِنْدِیَّۃِ وَالْاَصَحُّ اَنَّہٗ اَیِ الْعَالِمُ لَا یَکُوْنُ کُفُوًا لِّلْعلوِیَّۃِ وَفِی الْعَیْنِیْ ثُمَّ اِعْلَمْ اَنَّ الْاِعْتِبَارَ لِلْکَفَاءَۃِ اِنَّمَا ھُوَ مِنْ جَانِبِہَا لِاَنَّ الشَّرِیْفَۃَ تَابٰی اَنْ تَکُوْنَ فِرَاشًا لِلْخَسِیْسِ۔

اور زید امامت کا اہل نہیں ہے نہ اس کے پیچھے اقتدا کرنا جائز ہے کیونکہ وہ مرتکب حرام علی الدوام ہے اور مرتکب حرام امامت کا اہل نہیں ہوسکتا جیسا کہ کبیری میں ہے۔

وَیُکْرَہُ لِلْاِمَامِ اَنْ یَّؤُمَّ قَوْمًا وَّھُمْ لَہٗ کَارِھُوْنَ وَلٰکِنْ بِشَرْطِہٖ اَنْ یَّکُوْنَ کَرَاھَتُہُمْ لِوَجْہٍ شَرْعِیٍّ۔

اس سے بڑھ کر وجہ شرعی اور کیا ہوسکتی ہے کہ ہمیشہ فعل حرام میں حلال سمجھ کر مبتلا رہنا بلکہ واجب العزل ہے اور جو لوگ کہ باوجود علم کے اس نکاح کی مجلس میں شریک ہوئے تو وہ بھی یقینا مرتکب حرام اور بے ادبوں میں شمار ہیں بلکہ استحلال المعصیۃ اور معمولی اور ہلکا سمجھنا معصیت کا کفر ہے۔ جیسا کہ شرح عقائد میں ہے۔

وَاسْتِحْلَالُ الْمَعْصِیَۃِ صَغِیْرَۃً کَانَتْ اَوْ کَبِیْرَۃً وَّالْاِسْتِہَانَۃُ بِہَا کُفْرٌ'' الخ

محمد محمود شاہ کان اللہ لہٗ

از دربار عالیہ گولڑہ شریف

سوال نمبر ﴿۷﴾:

حافظ فضل الٰہی امام مسجد گوٹھ فتح محمد ضلع نواب شاہ سندھ نے فتویٰ طلب کیا کہ قرآنی آیت وَجَعَلْنَاکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ کو دلیل بنا کر سیّدزادی کا نکاح کسی دیندار غیر سیّد کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟

سیّد محمد محمود شاہ صاحب نے اس کا جواب تحریر کیا:

الجواب:

سادات بفضلہٖ تعالیٰ دنیا میں ہزاروں موجود ہیں۔ یہ سلسلہ خدا کے فضل سے

ختم نہیں ہوا، تو سیّد کو دیکھ کر وہاں رشتہ کریں اور غیر سیّد کے ساتھ نکاح کرنا ناجائز ہے۔ درمختار میں ہے:

اَلْعَجَمِیُ لَا یَکُوْنُ کُفُوًا لِلْعَرَبِیَّةِ وَلَوْ کَانَ الْعَجَمِیُ عَالِمًا اَوْ سُلْطَانًا وَھُوَ الْاَصَحُّ

اور درمختار میں ہے۔

وَیُفْتیٰ فِیْ غَیْرِ الْکُفُوِ بِعَدَمِ جَوَازِہٖ اَصْلًا وَھُوَ الْمُخْتَارُ

جو آیت کریمہ آپ نے لکھی ہے وہ احکام دنیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم آپس میں اپنی اپنی قوم میں قوی برتاؤ کیا کرو جیسا کہ رشتہ داری وغیرہ اور اِنَّ اَکْرَمَکُمْ الخ احکام اخروی ہے۔

ھٰذَا فِی الْکُتُبِ وَ الْعِلْمُ عِنْدَاللّٰہِ

محمد محمود شاہ کان اللہ لہ

☆☆☆

(۴)

مولانا فیض احمد فیضؒ

آپ بستی بختاور تحصیل وضلع بھکر کے رہنے والے تھے۔ تحصیل علم کے بعد درگاہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف میں تدریس اور خطابت وافتاء کے منصب پر فائز ہوئے۔ آخری عمر تک علمی ودینی خدمات سرانجام دیں۔ یہیں پر وفات پائی اور درگاہ شریف کے احاطہ میں مدفون ہوئے۔ آپ نے سیّدہ کے ساتھ غیر سیّد کے نکاح کے عدم جواز پر کتاب بھی لکھی جس کا عنوان ہے "عَدَمُ التَّکَافُؤِ بَیْنَ السَّیِّدَةِ وَغَیْرِ السَّیِّدِ"۔

عبدالقیوم سکنہ مالسہ نے حضرت سیّدنا بابو جیؒ کی خدمت عالیہ میں عریضہ ارسال کیا اور لکھا کہ مؤرخہ ۷ جون ۶ ۳ ۶ء کو اس نے سیّدزادی مسماۃ زلیخا بی بی سے ایبٹ آباد میں نکاح کیا جس کی خبر اس کے گھر والوں اور گاؤں کو نہ تھی۔ اب جب کہ سب کو علم ہوا ہے تو سارے لوگ سخت ناراض ہیں۔ کہتے ہیں کہ سیّدزادی کے ساتھ غیر سیّد کا نکاح جائز نہیں اس لئے تم فوراً زلیخا بی بی کو طلاق دو۔ میں آپ سے عرض گزار ہوں کہ مجھے شرعی فیصلہ تحریر فرما کر دیں۔

مولانا فیض احمد صاحبؒ نے اس کا جواب لکھا۔

الجواب:

واضح ہو کہ نکاح میں کفو کا اعتبار لازم ہے جیسا کہ تمام کتب معتبرہ میں مرقوم ہے۔ ہدایہ جلد دوم صفحہ ۲۵ پر ہے:

اَلْکَفَاءَةُ فِی النِّکَاحِ مُعْتَبَرَةٌ" قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَلَا لَا یُزَوِّجُ النِّسَاءَ اِلَّا الْاَوْلِیَاءُ

وَلَایزوِّجنَ اِلّا مِنَ الْاکفَائِ۔

درمختار باب الاولیاء والاکفاء میں ہے۔

فَقُرَیْش "بَعْضُھُمْ اَکْفَائُ بَعْضٍ۔ اَلْعَجَمِیْ لَا یَکُوْنُ کُفُوًا لِّلْعَرَبِیَّۃِ وَلَوْ کَانَ اَلْعَجَمِیْ عَالِمًا اَوْ سُلْطَانًا وَھُوَ الْاَصَحُّ

عالمگیری جلد دوم میں ہے:

وَالْاَصَحُّ اَنَّہٗ لَایَکُوْنُ کُفُوًا لِلْعَلَوِیَّۃِ

ان عبارات سے واضح ہوا کہ قرشیہ علویہ جن کی اصل عرب سے ہے، کوئی عجمی ان کی کفو نہیں ہوسکتا خواہ عجمی عالم اور بادشاہ بھی ہو اور سادات فاطمیہ کی شان تو اس سے بھی ارفع ہے کیونکہ حسب تصریحات علمائے امت اور از روئے احادیث صحیحہ جناب حسنین کریمین علیہما السلام کی اولاد بلا شک حضور علیہ السلام کی اولاد ہے حتی کہ فاطمیہ سیّدہ کیلئے کوئی بھی غیر فاطمی قریشی اس شرف میں شریک نہیں ہوسکتا اگرچہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے بھی ہو۔

کشف الغمہ جلد دوم میں امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں:

وَاَنَّ آلَہٗ ﷺ لَا یُکَافِیُھِمْ فِی النِّکَاحِ اَحَدٌ" مِنَ الْخَلْقِ۔

اس طرح علامہ ابن حجر مکی مصریؒ صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں۔

فَلَایُکَافِیْ شَرِیْفَۃَ ھَاشِمِیْ غَیْرُ شَرِیْفٍ۔

یعنی شریفہ سیّدہ فاطمیہ کی کفو کوئی شخص نہیں ہوسکتا اگرچہ وہ ہاشمی قریشی بھی ہو۔ اب رہا غیر کفو میں نکاح کا مسئلہ اس کے متعلق فقہ کی مشہور کتاب درمختار میں ہے۔

وَیُفْتٰی فِیْ غَیْرِ الْکُفُوِ بِعَدَمِ جَوَازِہٖ اَصْلًا وَھُوَ الْمُخْتَارُ لِلْفَتْوٰی

یعنی فتوی اسی پر ہے کہ غیر کفو میں عورت کا نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ لہٰذا جیسا کہ سائل کے کلام سے معلوم ہوتا ہے یہ نکاح خفیہ طور پر سادات کرام اور اہل اسلام کی اطلاع کے بغیر کیا گیا جس کے عدم جواز میں شک نہیں۔ مرد پر لازم ہے کہ عورت مذکورہ سیّدہ کو اپنے سے علیحدہ کر کے اعلانیہ اس جرم عظیم سے توبہ کرے۔

کتبہ فیض احمد، مقیم آستانہ عالیہ گولڑہ شریف

سوال 2:

مولانا سیّد شاہد جاوید خطیب جامع مسجد و نکاح رجسٹرار یونین کونسل بودلہ نے اسی مسئلہ میں فتویٰ طلب کیا تو حضرت مولانا فیض احمد صاحبؒ نے لکھا:

جواب:

علمائے اہل سنت والجماعت کی ایک جماعت کا فیصلہ ہے کہ جناب سیّدۃ النساء علیہا السلام اور حسنین کریمین علیہما السلام کی اولاد چونکہ حسب ارشاد نبویہ، حضور علیہ السلام کی اولاد ہے، لہٰذا کوئی بھی غیر فاطمی خواہ قریشی ہو یا غیر قریشی، سادات فاطمیہ کی کفو نہیں ہوسکتا اور کسی بھی عورت کا نکاح غیر کفو میں جبکہ ورثاء کی رضامندی کے بغیر ہو، حسب تصریح علمائے حنفیہ درست نہیں۔ کما فی الدر المختار وغیرہ۔ البتہ سیّدہ فاطمیہ کا غیر سیّد سے نکاح اگر برضامندی ورثاء ہو، تو اس کے متعلق اختلاف ہے۔ اس کے متعلق فتویٰ رشفۃ الصاوی مطبوعہ مصر صفحہ ۴۲ اور فتاویٰ مصر بغیۃ المسترشدین مصری صفحہ ۱۹۴ پر مرقوم ہے:

فَلَا اَرٰی جَوَازَ النِّکَاحِ وَاِنْ رَضِیَتْ وَرَضِیَ وَلِیُّھَا

یعنی نکاح جائز نہیں اگر چہ خود سیّدہ اور اس کے ورثاء راضی بھی ہوں اور یہی چیز ادب سے اقرب ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ مزید تفصیل مذکورہ بالا فتاویٰ عربی اور جامع الخیرات اردو میں ملاحظہ ہو۔

کتبہ فیض احمد، آستانہ عالیہ گولڑہ شریف

سوال 3:

غلام شمع بی بی نے معرفت میڈیکل آفیسر مالی کوٹہ ضلع بہاولپور سے لکھا کہ وہ سیّد برادری سے ہے اور اپنی بہن کا نکاح غیر سیّد سے کرنا چاہتی ہے جو نیک اور شریعت کا پابند ہے، کیا یہ نکاح جائز ہے؟

الجواب:

ہماری تحقیق اور مسلک کے مطابق سیّدہ کا نکاح غیر سیّد سے نہیں ہو سکتا۔ آپ کسی سیّد سے رشتہ کریں۔ تلاش کرنے سے رشتہ مل سکتا ہے۔ قریبی خاندان ہونا شرط نہیں۔ آئندہ آپ کی مرضی۔

فیض احمد از گولڑہ شریف

سوال 4:

مہر چاکر خاں نے ستیانہ ضلع جھنگ سے سوال بھیجا کہ سیّد زادی سے زنا جائز ہے؟

الجواب:

زنا تو کسی بھی غیر منکوحہ سے حرام قطعی ہے جس کا جائز سمجھنے والا کافر ہے۔

البتہ غیر سیّد کا سیّدہ سے نکاح کا مسئلہ مختلف فیہا ہے یعنی اگر سیّدہ کے ورثاء بطیب خاطر کسی غیر سیّد سے نکاح کر دیں اور وہ خود بھی رضا مند ہو تو بعض علماء اس نکاح کو جائز کہتے ہیں۔ اور محققین علمائے کرام اور اکثر سادات عظام اس نکاح کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ تفصیل کیلئے کتاب جامع البرکات مصنفہ سیّد محمود شاہ صاحب محدث ہزارہ ملاحظہ کریں۔

کتبہ فیض احمد، مفتی گولڑہ شریف

سوال 5:

صوفی عجائب زرگر نے مقام ڈاکخانہ والی زیر براستہ چوآ سیدن شاہ تحصیل پنڈ دادن خان سے لکھا کہ ایک شخص غیر سیّد نے سیّد بن کر خاندان سادات سے دھوکہ کیا اور سیّد زادی سے نکاح کر لیا، از روئے شریعت وہ نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:

صورت مذکورہ میں جبکہ ایک شخص دھوکہ دے کر اپنے آپ کو کفو ظاہر کرتا ہے اور واقع میں کفو نہیں، نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ سیّدہ کا غیر سیّد سے نکاح کے متعلق فتویٰ، فتاویٰ مہریہ میں ملاحظہ کریں۔

کتبہ فیض احمد از گولڑہ شریف

سوال 6:

سیّد کرم حسین شاہ نے مؤرخہ 10 جولائی 1965ء میں لکھا۔

ایک سیّد زادی کو ڈوگر قوم کے کسی آدمی نے اغوا کر کے لڑکی کے والد اور تمام

رشتہ داروں کی شدید مخالفت کے باوجود نکاح کرلیا۔ آیا یہ نکاح شرعی لحاظ سے نکاح ہے یا نہ؟

الجواب:

واضح ہو کہ صورتِ مذکورہ میں شرعاً نکاح درست نہیں کیونکہ نکاح میں کفو کا اعتبار شرعاً ثابت ہے۔ فقہ حنفی کی مستند کتاب ہدایہ جلد دوم میں ہے۔

اَلْکَفَاءَۃُ فِی النِّکَاحِ مُعْتَبَرَۃ" قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامِ اَلا لَا یُزَوِّجُ النِّسَاءَ اِلَّا الْاَوْلِیَاءُ وَلَا یُزَوَّجْنَ اِلَّا مِنَ الْاَکْفَاءِ۔

نکاح میں کفو معتبر ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ عورتوں کا نکاح ولی کے بغیر کوئی نہ کرے اور کفو کے بغیر ان کا نکاح نہ کیا جائے اور حسب تصریحاتِ شرعیہ سادات یعنی حسنین کریمین ؓ کی اولاد چونکہ حضور ﷺ کی اولاد ہے جس پر متعدد احادیث دلالت کرتی ہیں، لہٰذا سادات کرام کا کفو کوئی غیر سیّد نہیں ہوسکتا۔ کشف الغمہ مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۴۳ پر امام عبدالوہاب شعرانی تصریح فرماتے ہیں:

وَاَنَّ اٰلَهٗ ﷺ لَا یُکَافِیْهِمْ فِی النِّکَاحِ اَحَدٌ مِنَ الْخَلْقِ

یعنی حضور ﷺ کی اولاد کا نکاح میں کوئی کفو نہیں ہوسکتا۔

فقہ حنفی کی معتبر کتاب درمختار میں ہے:

اَلْعَجَمِیُّ لَا یَکُوْنُ کُفُوًا لِلْعَرَبِیَّةِ وَلَوْ کَانَ الْعَجَمِیُّ عَالِمًا اَوْ سُلْطَانًا وَهُوَ الْاَصَحُّ

یعنی غیر عربی شخص عربی النسل خاندان کا کفو نہیں ہوسکتا اگرچہ غیر عربی عالم

اور بادشاہ بھی ہو اور یہی صحیح تر قول ہے۔

حسب تصریحات مذکورہ ثابت ہوا کہ کوئی غیر سیّد خصوصاً ڈوگر وغیرہ سیّدہ عورت کی کفو نہیں ہوسکتا، تو اب واضح ہوگیا کہ نکاح مذکورہ غیر کفو میں ہے۔ جس پر سیّدہ کے اولیاء قریبی ہرگز رضامند نہیں اور حسب قول مفتیٰ بہ غیر کفو میں نکاح بغیر رضامندی اولیاء باتفاق علمائے کرام درست نہیں۔ فقہ حنفی کی معتبر کتاب درمختار باب الکفاءۃ میں ہے۔

وَرِوَایَةُ الْحَسَنِ الْمُخْتَارُ لِلْفَتْوٰی اَنَ الْعَقْدَ لَا یَصِحُّ

امام ابوحنیفہؒ سے بروایت حسن غیر کفو میں سرے سے نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا اور یہی مفتیٰ بہ ہے اور مجموعہ فتاویٰ مولوی عبدالحئی لکھنوی جلد دوم میں ہے:

رَوَی الْحَسَنُ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ ؓ اَنَّ النِّکَاحَ لَا یَنْعَقِدُ وَبِهٖ اَخَذَ کَثِیْر" مِّنْ مَشَائِخِنَا کَذَا فِی الْمُحِیْطِ وَالْمُخْتَارُ فِیْ زَمَانِنَا لِلْفَتْوٰی رِوَایَةُ الْحَسَنِ وَقَالَ الشَّیْخُ اِمَامُ شَمْسُ الْاَئِمَّةِ السَّرْخَسِیْ رِوَایَةُ الْحَسَنِ اَقْرَبُ اِلَی الْاِحْتِیَاطِ کَذَا فِیْ فَتَاوٰی قَاضِی خَان۔

امام ابوحنیفہؒ سے حضرت حسن روایت کرتے ہیں کہ غیر کفو میں نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا اور ہمارے بہت سے مشائخ نے اس پر فتویٰ دیا ہے اور ہمارے زمانے میں فتویٰ کیلئے مختار ہے۔

پس حسب روایاتِ مذکورہ نکاح باطل ہے اور بقول مفتیٰ بہ قطعاً منعقد نہیں ہوا۔ لہٰذا بغیر تفریق حاکم عورت خود کو مرد سے جدا کرسکتی ہے اور جب سرے سے نکاح، نکاح ہی نہیں تو ورثاء اور اولیاء کو مرد مذکور سے عورت کو علیحدہ کرنے کا شرعی طور

پرحق ہے اور یہ حبس بے جا نہیں بلکہ ایک حرام اور زنا سے روکنے کیلئے شرعی اقدام ہے، جس میں ہر مسلمان کا تعاون کرنا اور شرعی قانون کے دائرے کے اندر چارہ جوئی کرنا اخلاقی فریضہ ہے۔

کتبہ فیض احمد، مفتی آستانہ عالیہ گولڑہ شریف

سوال 7:

قاضی عبدالحمید، قاضی کریانہ سٹور آبپارہ مارکیٹ اسلام آباد نے اپنے استفتاء میں دو سوال کئے۔ پہلا یہ کہ کیا سیّد زادی کا نکاح غیر سیّد سے جائز ہے یا نہیں اور دوسرا یہ کہ کیا مرید اپنے مرشد کی بیٹی سے شادی کرسکتا ہے یا نہیں؟

مولانا مفتی فیض احمد صاحب نے جواب تحریر فرمایا:

الجواب:

حضرات حسنین کریمین ؓ چونکہ از روئے نصوص شرعیہ ابناء رسول ﷺ ہیں، اس لئے ان دونوں حضرات کی اولاد نسبی لحاظ سے تمام انساب پر فوقیت رکھتی ہے اور کوئی غیر سیّد ان کی اولاد کی کفو نہیں۔

غیر کفو میں بغیر رضامندی ولی اقرب عورت کا نکاح باطل ہے۔ خواہ غیر سیّدہ ہو لیکن قریبی ولی کی اجازت سے سیّدہ کا نکاح غیر سے اکثریتی محققین حضرات کے نزدیک جن میں بڑے جلیل الشان علمائے کرام سادات کرام بھی ہیں، ناجائز ہے۔ ملاحظہ کریں جامع البرکات مصنفہ مولانا محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی اور فتاویٰ علماء

مصر۔

مرشد طریقت کی اولاد سے مرید مرد کو نکاح کرنا خلاف ادب ہے۔ ہاں **الامر فوق الادب** کی بناء پر جہاں خود پیر کے حکم سے کبھی ایسا ہو، وہ مستثنیٰ ہے۔

کتبہ فیض احمد، آستانہ عالیہ گولڑہ شریف

سوال 8:

حکیم عبدالحق نے مقام مٹھہ ٹوانہ تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا سے تحریر کیا کہ خطیب صاحب نے کچھ عرصہ ہوا ایک سیّدزادی کا نکاح ایک اُمتی سے پڑھا جس پر مسلمانوں نے غم وغصہ کا اظہار کیا۔ خطیب مذکور نے مسجد میں وعظ کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم ﷺ کی بیبیوں کو مسلمانوں کی مائیں فرمایا ہے۔ ان سے سوائے نبی کریم ﷺ کے تمام مسلمانوں کا نکاح حرام ہے مگر حضور ﷺ کی بیٹیوں سے مسلمانوں کا نکاح جائز ہے جو اس کو نہ مانے وہ منکر قرآن ہے کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمان ؓ کے نکاح میں آئیں اور بی بی فاطمہ ؓ، حضرت علی ؓ کے نکاح میں تھیں۔ ان دو حضرات کا رشتہ حضرت رسول اکرم ﷺ سے نہیں ملتا بعد میں حضرت فاطمہ ؓ کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم ؓ کا نکاح حضرت علی ؓ نے حضرت عمر ؓ سے کیا۔ اس لئے سب امتی مسلمانوں کا نکاح سیّد زادیوں سے جائز ہے۔

الجواب:

سیّدہ کا مطلقاً غیر سیّد سے نکاح جائز کہنا تصریحاتِ فقہیہ اور مسلک حنفی کے

خلاف ہے کیونکہ قریش اور خصوصاً سادات بنو ہاشم و بنو فاطمہ کا شرف نسب کی وجہ سے کوئی غیر کفو نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ درمختار وغیرہ کتب فقہ میں ہے **و علیہ الفتویٰ کمافی الدر المختار** وغیرہ اور ولی اقرب کی رضامندی کی صورت میں چونکہ عموماً اشراف و سادات بنو فاطمہ اس رشتہ کو ناپسند کرتے ہیں اور ان کی ایذا کا باعث ہے اور ایذائے خاندانِ نبوت حسب احادیث سخت گناہ بلکہ موجب عذاب و لعنت ہے۔ اس لئے بہت سے اہل سنت محققین علماء کرام سیّدہ کا نکاح غیر سیّد سے ناجائز فرماتے ہیں۔ جن میں اکابر علمائے امت کے علاوہ مشاہیر علمائے سادات کرام بھی شامل ہیں۔ ملاحظہ ہو احیاء الادب اور فتاویٰ علماء مصر بغیۃ المسترشدین وغیرہ۔ حضرت عثمان وغیرہ کا نکاح حسبِ وحی الٰہی تھا، اس پر قیاس درست نہیں نیز اس وقت سب اقرباء راضی تھے اور اب بوجہ کثرت سادات کرام سب کی رضا معلوم کرنا مشتبہ ہے، لہٰذا قرونِ اولیٰ کا معاملہ مستثنیٰ ہے۔

فیض احمد از گولڑہ شریف

سوال 9:

ولایت حسین ابن علم دین ادھی محلہ صابری ڈاکخانہ اکی ضلع گجرات نے سیّدی قبلہ بابوجیؒ کی خدمت قدسیہ میں بذریعہ خط اسی مسئلہ میں جواب کی استدعا کی تو مفتی فیض احمد صاحب نے آپؒ کی طرف سے جواب یوں تحریر فرمایا:

الجواب:

قبلہ حضرت صاحب اور آپ کے مشائخ کرام کا مسلک یہی ہے کہ سادات

بنو فاطمہؓ جو کہ از روئے دلائل شرعیہ اولادِ رسول علیہ السلام ہیں، کوئی بھی غیر فاطمی ان کی کفو نہیں ہو سکتا۔ آپ کا خاندان اگرچہ حضرت یوسفؑ سے نسبت رکھتا ہے مگر آنحضرت ﷺ کی اولاد گرامی سے ہم کفو ہونا از روئے دلائل شرعیہ درست نہیں۔ کسی اپنی ہم کفو خاندان میں رشتہ کریں۔

والسلام

کاتب الحروف فیض احمد

بہ اجازت حضرت صاحب مدظلہ العالی

آستانہ عالیہ گولڑہ شریف

سوال 10:

سیّد محمود الحسن خطیب میاں چنوں ضلع ملتان نے دریافت کیا کہ قریشی اور سادات ایک ہی ہیں یا نہیں؟ آیا قریشی کا کسی خالصتاً سیّد زادی کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

سادات بنو فاطمہؓ اور غیر فاطمی قریشی کا شرعی لحاظ سے حسب فضیلت نسب مختلف ہونا از روئے کتاب و سنت و اقوالِ سلف اظہر من الشّمس ہے۔ کتاب اللہ کی آیت مباہلہ اس بارے میں نص صریح ہے۔ چنانچہ بہت سی معتبر کتابوں میں جن میں سے امام سرخسیؒ کی شرح کبیر خاص طور پر قابل ذکر ہے، میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ ہارون الرشید عباسی نے جب حضرت امام موسیٰ کاظمؓ سے پوچھا کہ آپ اپنے آپ کو

اَبنائے رسول اور ہم عباسیوں سے افضل کس دلیل سے کہتے ہو تو آپ نے آیت مباہلہ پڑھ کر ارشاد فرمایا کہ بوقت مباہلہ ''اَبْنَائَ نَا'' کا مصداق حضرات حسنینؓ کے سوا کون تھا؟ امام طبرانی نے حضرت جابرؓ سے روایت فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَ جَلَّ جَعَلَ ذُرِیَّۃَ کُلِّ نَبِیٍّ فِیْ صُلْبِہٖ وَ جَعَلَ ذُرِّیَتِیْ فِیْ صُلْبِ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ

چنانچہ اس حدیث اور دیگر احادیث متعددہ سے علمائے اہل السنت والجماعۃ نے فیصلہ فرمایا ہے کہ جناب حسنین کریمینؑ آنحضرت ﷺ کے ابناء ہیں اور ان کی اولاد آنحضرت ﷺ کی اولاد ابناء ہیں۔ علامہ جہان قیصری اسعاف الراغبین میں فرماتے ہیں کہ اس شرف خاص میں کوئی بھی حضرات حسنین کریمینؓ اور ان کی اولاد کا شریک نہیں حتیٰ کہ آنحضرت ﷺ کی باقی بنات طیبات اور جناب فاطمہؓ کی بنت طاہرہ حضرت زینبؓ کی اولاد بھی ذریت رسول اور نسل نبی کہلا سکتے ہیں۔ مگر ابن رسول اور اولاد رسول کا اطلاق ان پر بھی درست نہیں۔ لہٰذا غیر فاطمی قریشی خواہ ہاشمی بھی ہوں انہیں شرفِ بنوّت حاصل نہ ہونے کی وجہ سے سادات فاطمیہ کے برابری کرنا دلائل شرعیہ کے خلاف ہے۔

فتاویٰ کبریٰ امام ابن حجر مکی میں بھی یہی ہے کہ بنو ہاشم شریفہ یعنی سیّدہ فاطمیہ کی کفو ہرگز نہیں ہوسکتا۔ فقہائے حنفیہ نے جہاں قریش کو ایک دوسرے کی کفو کہا ہے وہاں سادات بنو فاطمہ مستثنیٰ ہیں۔ صواعق محرقہ میں ہے۔

فَلاَ یُکَا فِیْ شَرِیْفَۃً ھَاشِمِیْ غَیْرُ شَرِیْفٍ وَقَوْلُھُمْ اَنَّ بَنِیْ ھَاشِمِ وَالْمُطَّلِبِ اَکْفَائٌ مَحَلُّہٗ فِیْمَا عَدَا ھٰذَا الصُّوْرَۃِ

اور درمختار میں ہے:

وَیُفْتٰی فِیْ غَیْرِ الْکُفو بِعَدَمِ جَوَازِہٖ اَصْلًا

اور برضامندی اولیاء اگرچہ بعض علماء جواز کے قائل ہیں مگر بہت سے محققین علمائے دین اہل سنت جن میں اکابر سادات شامل ہیں، مطلقاً عدم جواز کے قائل ہیں۔ ملاحظہ کریں فتاویٰ بُغْیَۃُ الْمُسْتَرْشِدِیْنَ اور رَشْفَۃُ الصَّاوِی۔

لہٰذا آداب واحتیاط کا مقتضی یہی ہے کہ کوئی بھی غیر فاطمی اگرچہ ہاشمی ہو اولاد، بنات رسول ﷺ سے مناکحت کی جرأت نہ کرے۔

فیض احمد

آستانہ عالیہ گولڑہ شریف

سوال 11:

سیّد عبدالقادر مشہدی نے اسی طرح کا سوال کیا تو انہیں جواب دیا گیا:

الجواب:

سیّدہ فاطمیہ کا بوجہ شرف نسب نبوی کوئی غیر فاطمی شخص کفو نہیں لہٰذا بغیر رضا اقرب اولیاء دوسری جگہ نکاح با اتفاقِ علماء جائز نہیں اور وارث اور خود سیّدہ رضامند ہوں تو اس میں اختلاف ہے۔ اکثر محققین علماء اور سادات عظام کے نزدیک ایسا کرنا جائز نہیں۔ چنانچہ جامع البرکات وغیرہ کتابوں میں بالتفصیل دلائل مذکور ہیں۔

فیض احمد

از گولڑہ شریف ۱۹۶۹ء

سوال 12:

سیّد وہاب الدین شاہ نے روپوال تحصیل چکوال ضلع جہلم سے اسی نوعیت کا سوال کیا۔ اس کے جواب میں مولانا فیض احمد صاحب نے لکھا:

الجواب:

سیّدہ فاطمیہ کا بوجہ شرف نسب نبوی کوئی بھی غیر سیّد فاطمی کفو یعنی برابر نہیں ہوسکتا اور غیر کفو میں بغیر رضامندئ ورثاء نکاح قطعاً درست نہیں۔ ملاحظہ ہو درمختار وغیرہ۔ البتہ رضامندی کی صورت میں اختلاف ہے لیکن اکثر علمائے اہل سنت جن میں بڑے اکابر علماء سادات کرام شامل ہیں، ایسا نکاح جائز نہیں سمجھتے۔ تفصیل کیلئے رسالہ احیاء الادب وغیرہ مصنفہ علامہ محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی محبوب آباد حویلیاں ملاحظہ فرمائیں۔

فیض احمد

از گولڑہ شریف

سوال 13:

سیّد زمان شاہ صاحب مالک شبیر چائے، بسالی، راولپنڈی نے حضرت بابو جیؒ کو لکھا:

چند یوم ہوئے ایک شمارہ 'جہاں' نظر سے گزرا، 18 مارچ 1969ء والا، جس میں ایک خاتون نے پوچھا کہ میرے سامنے سیّد بھی ہے اور غیر سیّد بھی۔ لڑکی کی قوم سیّد ہے میں دونوں میں سے کس کو رشتہ دوں تو حافظ صاحب نے فرمایا کہ غیر سیّد کو دے دو۔ جناب عالی! سخت رنج پہنچا۔ ایک معمولی دنیا کا بادشاہ ہو اور اس کی برادری

کی کس قدر عزت کی جاتی ہے۔ کاش کہ سادات کرام کی بیٹیوں سے نکاح تو میرے کہنے کا مطلب یہ ہے۔ چونکہ ہم لوگ کب اتنی ہمت رکھتے ہیں کہ جواب دے سکیں۔ دل جلتا ضرور ہے۔ پہلے میں اپنے طور پر جناب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ سیّدہ کا غیر سیّد سے حضور! نکاح ہوسکتا ہے؟ اگر نہ ہوسکتا ہے تو جناب ضرور ایسا اقدام کریں جس سے معاشرہ یہ سمجھ سکے کہ سیّد کی قدر ہے عزت ہے، اس چودھویں صدی میں قومی فریضہ سر انجام دیں اور سادات کرام کی ٹوٹی پھوٹی قوت جمع کر کے عزت کیلئے نہیں بلکہ آقائے دو جہاں ﷺ کی وراثت سنبھالیں اور سادات کرام کی توہین کرنے والوں کو جواب دیں۔ سب کچھ جناب ہی ہیں ہم غلامی کا دعویٰ رکھتے ہیں ہم تابعدار آپ کے ہیں۔

حضرت بابو جیؒ سفر پر تھے۔ مولانا فیض احمد صاحب نے جواب لکھا۔

الجواب:

اس مسئلہ کے متعلق حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ قدس سرہٗ کا فتویٰ اور ملفوظات عام شائع ہو چکے ہیں۔ ہزارہ کے بعض سادات علمائے کرام نے مستقل رسائل بھی لکھے ہیں۔ جن میں دلائل سے ثابت کیا ہے کہ ایسا نکاح جو موجبِ ہتک حرمت سادات کرام ہو، ہرگز درست نہیں۔ وما علینا الا البلاغ۔ مسئلہ بیان کرنا ہمارا فرض ہے اب یہ سادات کرام کا فرض ہے کہ اوّل تو خود ایسے رشتوں سے پرہیز کریں اور اگر کہیں ایسا واقعہ ہو تو متفق ہو کر اس کے خلاف آواز اٹھائیں۔

فیض احمد

مقیم گولڑہ شریف

☆☆☆

(۵)

شیخ الحدیث علامہ مفتی مشتاق احمد چشتیؒ

آپ علامہ فیض احمد صاحبؒ کے چھوٹے بھائی تھے۔ اور ان کی وفات کے بعد درگاہ شریف پر مفتی وخطیب کی حیثیت سے فائز ہوئے۔ آپ حضرت بابوجیؒ کے دست بیعت تھے اور ساری زندگی اسی مسلک پر کاربند رہے۔ اس موضوع پر ان کا ایک مستقل رسالہ ''**دَفْعُ الْاِشْتِبَاہِ عَنْ قَوْلِ سَیِّدِنَا مہر علی شاہ** علیہ الرحمۃ'' کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔ جس میں انہوں نے حضرت قبلۂ عالمؒ کے مسلک کو دلائل سے ثابت کرتے ہوئے معترضین کے تمام سوالات کے شافی جوابات دیئے۔

حرفِ آخر!

قارئین کرام! الحمد للہ، ہماری ان معروضات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ حضرت قبلۂ عالمؒ کے مسلک کے مطابق سیّدہ کا نکاح غیر سیّد سے جائز نہیں۔ اوراس مسئلہ میں آپؒ متفرد نہیں بلکہ ہر دور میں محققین علماء، سادات اور اولیائے عظام کا یہی مسلک رہا ہے۔ آپؒ نے اپنے دورِ اقدس میں تحفظِ ناموسِ رسالتؐ کے لئے ہر محاذ پر قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ یہ مسئلہ بھی اُسی کی ایک کڑی ہے۔ آپ نے اس حوالے سے ہرزہ سرائی کرنے والوں کو بے ادب، گستاخ اور ازلی بدبخت قرار دیا جیسا کہ آپ کے ملفوظ سے ظاہر ہے۔

آپؒ نے محبتِ اہلبیتؑ کو تخمِ ایمان قرار دیا۔ فسادِ زمان کی وجہ سے جوں جوں اِس میں کمی آ رہی ہے اور لوگوں کے دل ادب واحترام خاندانِ نبوتؐ کے جذبات سے خالی ہو رہے ہیں، ایسے وقت میں حرمتِ اہلبیتؑ کے تحفظ اور محبتِ اہلبیتؑ کے فروغ

کے لئے عملی اقدام کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ محبت کے بغیر ادب پیدا نہیں ہوتا اور ادب کے بغیر ایمان۔ اسی لئے حضرت عارفِ رومیؒ نے ارشاد فرمایا:

از خدا جوئیم توفیقِ ادب
بے ادب محروم ماند از لطفِ رب
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

گذشتہ سطور میں بیان کردہ حضرت بابوجیؒ کا یہ فرمان ''ہمارے بزرگانِ شجرہ نے ادبِ اولادِ جناب فاطمۃ الزہراؑ کو ملحوظ رکھا ہے۔ ایسے نکاح کا کبھی خیال تک بھی نہیں کیا اور نہ اسے کبھی روا رکھا ہے۔ نسبت جناب سیدۃ النساء کوئی معمولی نسبت نہیں ہے کہ ان کے شرف کو گھٹایا جائے، اس لئے کہ حضور سرور کائنات فخر موجودات سیّد عالم ﷺ نے سیّدہ و اولادِ جناب سیّدہ کو ہمارا سردار قرار دیا ہے'' پکار پکار کر ادب کی تلقین کر رہا ہے۔ حضرت قبلۂ عالمؒ نے بھی اپنے فتویٰ کے آخر میں اسی بات پر زور دیا اور شریعت کی حفاظت کے زعم میں بے باکانہ قلم چلا کر حرمتِ اہلبیتؑ کا خیال نہ رکھنے کو مکرِ الٰہی قرار دیا۔ **اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْہُ**

اس رسالے میں پیش کردہ حقائق منصف مزاج قاری کے لیے کافی وشافی ہیں۔ اب اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص ''میں نہ مانوں'' کا نعرہ لگاتا ہے تو اس کی مرضی۔

ہم نے تو دل جلا کے سرِ راہ رکھ دیا
اب جس کا جی بھی چاہے، آئے پائے روشنی

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْن۔